افیون کی گولیاں

ہم کبھی اس طرح کی ٹھوکریں کھانے اور چوٹیں سہنے سے نہیں بچ سکیں گے جب تک کہ خود اپنی اُن غلطیوں کو محسوس نہ کریں جن کی بدولت یہ پے در پے زکیں ہمیں اٹھانی پڑ رہی ہیں۔ ہم حقائق سے منہ موڑ کر آرزوؤں اور تمناؤں کے پیچھے چلتے ہیں۔ ہم عقل کی بات بتانے والوں کو دشمن اور خوش کُن باتیں بنانے والوں کو دوست سمجھتے ہیں۔ ہم ٹھوس عمل کی کمی کو خیالی ہواؤں سے پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم نصیحت سے نفور اور کذب وفریب کے قدرداں ہیں۔ ہم کسی کو اپنے آگے لگاتے وقت اس کے اخلاقی و ذہنی اوصاف نہیں دیکھتے بلکہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ وہ نعرہ کتنے زور کا لگاتا ہے اور زبان کے استعمال میں کس قدر مطلق العنان ہے۔ ہم اپنے رہبروں اور سربراہ کاروں کے انتخاب میں پیہم غلطیاں کرتے رہے ہیں اور اندھی پیروی کے اتنے خوگر ہو چکے ہیں کہ تباہ کن حوادث میں مبتلا ہونے سے پہلے کبھی آنکھیں کھول کر نہیں دیکھتے کہ ہمارے رہبر ہمیں کدھر لیے جا رہے ہیں۔

ہماری یہی کمزوریاں دراصل ہماری سب سے بڑی دشمن ہیں۔ کسی باہر والے کی دشمنی اور کسی گھر والے کی غداری ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکتی اگر ہماری اپنی یہ کمزوریاں اس کی مدد نہ کرتیں۔ اب بھی ہم انھیں سمجھ لیں اور ان کی اصلاح پر آمادہ ہو جائیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ حیدرآباد کا خون رائیگاں نہ گیا۔ لیکن افسوس کہ سقوطِ حیدرآباد کے بعد فوراً ہی ہم نے اس کی ایسی توجیہات شروع کر دیں جن سے اپنی کمزوریوں کے سوا ہر دوسری ممکن التصور چیز پر اس حادثۂ عظیم کی ذمہ داری ڈالی جا سکے۔ گویا ہم اپنے نفس کو یہ اطمینان دلانا چاہتے ہیں کہ ہم خود تو سب کچھ ٹھیک ہی کر رہے تھے، صرف فلاں کی غداری اور فلاں کی بے وفائی نے ہم کو اس حادثے سے دوچار کر دیا—— درحقیقت یہ وہ افیون کی گولیاں ہیں جو ہر چوٹ کے بعد ہم اس لیے کھایا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی خامیوں کا تلخ احساس نہ ہونے پائے۔ (’اشارات‘، ابوالاعلیٰ مودودی، ترجمان القرآن، جلد ۳۱، عدد ۵، ذی القعدہ ۱۳۶۷ھ، ستمبر ۱۹۴۸ء، ص ۱۰-۱۱)